خلافت اور وصیت

سوال:- بخاری، کتاب المرضیٰ کی ایک حدیث میں یہ الفاظ نبوی وارد ہیں :- ... اردت ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ و یدفع المومنون او یدفع اللہ و یابی المومنون (میں نے ارادہ کیا کہ میں ابوبکرؓ اور ان کے صاحبزادے کو بلاؤں اور وصیت کردوں۔ مبادا کہ بعد میں کچھ قیل قال ہو یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین خود ہی اس معاملے کی مدافعت کریں گے) اس حدیث سے بعض لوگ حضرت ابوبکرؓ کے حق میں وصیت استخلاف ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہ استدلال صحیح ہے؟

جواب:- اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں وصیت کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ اسی مضمون کی اور متعدد روایات بھی موجود ہیں۔ ان سب سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دلی خواہش تھی کہ حضرت ابوبکرؓ ہی مسلمانوں کے خلیفۂ اول ہوں کیونکہ آپ اس منصب کے لئے ہر لحاظ سے اہل تھے، لیکن آپ نے اس بارے میں وصیت کا حکم دینے میں ہمیشہ تامل فرمایا تاکہ شوریٰ اور انتخاب خلیفہ کا اصول مجروح یا مضمحل نہ ہونے پائے۔ گویا کہ ان احادیث سے خلافت کے لئے وصیت، ولی عہدی یا نامزدگی کا اصول ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلافت و جانشینی کے بارے میں ایک رائے رکھنے کے باوجود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امر کی صورت میں نافذ نہیں فرمایا بلکہ اس معاملے کو مشیت ایزدی اور جمہور مسلمین کی عمومی صوابدید پر چھوڑ دینا پسند فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اس بارے میں کوئی قطعی ہدایت یا وصیت فرما دی ہوتی تو پھر ظاہر ہے کہ ثقیفۂ بنی ساعدہ میں اس مسئلے پر سرے سے مشورے کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی اور صحابہ کرام میں اظہار اختلاف ہی کیوں ہوتا؟